العقيدة الحسنة

للشاہ ولی اللہ ؒ

اردو ترجمہ

متکلم اسلام مولانا
محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دار الایمان

CS Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 6
شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات 8
متن العقیدۃ الحسنۃ 10
وجودِ باری تعالیٰ 10
ازلیت وابدیت باری تعالیٰ 10
اِثبات واجب الوجود 11
عظمتِ باری تعالیٰ 11
صفاتِ کمال کا بیان 11
مشابہ، مخالف اور شریک سے پاک 11
توحید کی اقسام 11

مددگار سے پاک 12

حُلول واتحاد سے مبرّا 12

حُدوث و تجدُّد کی نفی کا بیان 12

تقدیسِ باری تعالیٰ 13

استواء علی العرش کا معنی 13

رؤیتِ باری تعالیٰ 14

مشیت، ارادہ اور رضائے الٰہی 15

باری تعالیٰ کی شانِ بے نیازی 15

افعالِ خداوندی کا حکمت و مصلحت پر مبنی ہونا 16

اشیاء کا حسن و قبح شرعی ہے، عقلی نہیں 16

ہر صفت کا بذاتہ ایک اور باعتبار متعلَّق غیر متناہی ہونا 17

ملائکہ اور ان کی ذمہ داریاں 17

شیاطین اور ان کی وسوسہ انگیزی 18

قرآن مجید؛ وحیِ الٰہی 18

اسمائے باری تعالیٰ 18

روزِ قیامت معادِ جسمانی کا وقوع 19

جنت و جہنم کی تخلیق 19

مرتکبِ کبیرہ کا حکم 20

کبیرہ گناہوں کی معافی کی صورتیں 20

شفاعت کا بیان 21

ثواب و عذابِ قبر اور سوالاتِ منکر و نکیر 21

بعثتِ رسل علیہم السلام اور ان کے امتیازات 21

عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا بیان 22

ختمِ نبوت اور رسالتِ عامہ 23

کراماتِ اولیاء اللہ 23

عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کا بیان 24

خلافتِ راشدہ کا بیان 24

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر 25

اہلِ قبلہ کی تکفیر کا اصول 25

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم اور شرائط 26

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ!

دینِ اسلام میں عقائد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ کامیابی کے لیے انسان کے عقائد کا درست ہونا ضروری ہے۔ اگر عقائد درست نہ ہوں تو ناکامی انسان کا مقدر بن جاتی ہے۔ عقائد کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر؛ اکابرینِ امت نے اس عنوان پر مختصر متون اور مفصل کتب تحریر فرمائی ہیں۔ ان کے مطالعہ سے انسان صحیح عقائد سے روشناس ہو جاتا ہے۔

اکابرینِ امت کے عقائد پر لکھے گئے ان متون میں سے ہم نے چار متون کا انتخاب کیا ہے جو ہماری نظر میں مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ جامعیت کے حامل ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ عام فہم انداز میں عقائد کو بیان کرنے کے لیے بندہ نے دو مستقل متون بھی تحریر کیے ہیں۔ یوں یہ کل چھ متون بنتے ہیں جو ہم سلسلہ وار پیش کر رہے ہیں:

[1]: الفقہ الاکبر، از امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت 150ھ)

[2]: العقیدۃ الطحاویۃ، از امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ)

[3]: اَلْعَقَائِدُ النَّسَفِیَّۃُ، از امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی الحنفی رحمہ اللہ (ت 537ھ)

[4]: العقیدۃ الحسنۃ، از شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1176ھ)

[5]: کتاب العقائد، از محمد الیاس گھمن

[6]: اسلامی عقائد، از محمد الیاس گھمن

زیرِ نظر متن "العقیدۃ الحسنۃ" اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ہم نے اس متن کی اشاعت میں درج ذیل امور کا اہتمام کیا ہے:

- ابتداء میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے حالات مختصراً ذکر کیے ہیں۔
- مکمل متن پر اعراب لگائے ہیں۔

- متن کا سلیس اردو ترجمہ کیا ہے۔
- متن میں واقع مضامین کے مناسب عنوانات لگائے ہیں۔
- متن میں موجود قرآنی آیات اور احادیث وغیرہ کی تخریج بھی کی ہے۔

بندہ نے مذکورہ متون میں سے پہلے چار متون کی شرح بھی تحریر کی ہے۔ متن ”العقیدۃ الحسنۃ“ کی شرح ”شرح عقیدہ حسنہ“ کے نام سے تحریر کی ہے جس میں ہر عقیدہ کی عام فہم تشریح کی ہے۔ تشریح کے ذیل میں قرآن وحدیث سے دلائل ذکر کیے ہیں، بعض عقائد کی تفہیم میں اکابرینِ امت کی عبارات بھی پیش کی ہیں، بعض مقامات پر اہم اشکالات کے جوابات دیے ہیں اور بعض تعارضات کو بھی حل کیا ہے۔ ”العقیدۃ الحسنۃ“ کے متن کو سمجھنے کے لیے قارئین کرام اس شرح کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ متونِ عقائد کی اشاعت کے اس سلسلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے امت کے عقائد کی اصلاح کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم وصلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین۔

محتاجِ دعا

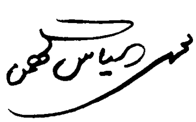

خانقاہ حنفیہ؛ استنبول، ترکیہ

بدھ؛ 24-صفر 1446ھ، 28-اگست 2024ء

شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم محدثِ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

نام ونسب:

آپ کا نام "احمد"، لقب "ولی اللہ" اور "قطب الدین" ہے۔ سلسلۂ نسب یوں ہے:

ولی اللہ قطب الدین احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین بن معظم بن منصور بن احمد العمری الدہلوی۔

ولادت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ 4 شوّال 1114 ہجری میں ہندوستان کے شہر "دہلی" میں پیدا ہوئے۔

تحصیلِ علم اور ابتدائی حالات:

پانچ سال کی عمر میں مکتب میں داخل ہوئے۔ سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا تھا اور کتبِ فارسی کی ابتدائی تعلیم شروع ہو گئی تھی۔ دس سال کی عمر میں شرح ملّا جامی تک تعلیم پہنچ چکی تھی۔ پھر اپنے والد گرامی شاہ عبد الرحیم رحمہ اللہ (ت 1131ھ) سے فقہ، حدیث، تصوف، عقائد اور اصول کی کتب پڑھنا شروع کیں۔ پندرہ سال کی عمر میں والد ماجد سے بیعت ہوئے اور سلسلۂ نقشبندیہ میں سلوک کے منازل طے کر لیے۔

عمرِ عزیز کی سترہ بہاریں دیکھی تھیں کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ والد کی وفات کے بعد کم و بیش بارہ سال علومِ نقلیہ اور عقلیہ کی تعلیم دے کر والد کی مسندِ درس کو رونق بخشی۔

1143 ہجری میں آپ رحمہ اللہ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ حجاز میں دو سال تک قیام فرمایا اور وہاں کے شیوخ سے خوب استفادہ کیا خصوصاً شیخ ابو طاہر محمد عبد السمیع بن ابراہیم الکردی المدنی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (ت 1145ھ) سے علومِ ظاہرہ و باطنہ حاصل کیے۔ 1145 ہجری میں آپ رحمۃ اللہ علیہ حجاز سے ہندوستان واپس تشریف لائے اور اپنے والد گرامی کے مدرسہ رحیمیہ میں درس و تدریس کا سلسلہ پھر سے جاری فرمایا۔ علاوہ ازیں تصنیف و تالیف، اعمال و اَشغال اور وعظ و تلقین جیسے فرائض بھی ساتھ ساتھ سرانجام دیتے رہے۔

علمی مقام اور چند فضائل و مناقب:

1: آپ رحمۃ اللہ علیہ کو تمام علومِ نقلیہ و عقلیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

2: شریعت کے رموز و اَسرار، کلامی مباحث، مسائلِ تصوف اور اَخلاق و حکمت پر گہری نظر رکھتے تھے۔

3: توجیہ و شرحِ حدیث میں اپنی مثال آپ تھے۔

4: اپنے دور کی ملکی سیاست کے نشیب و فراز سے بھی بخوبی واقف تھے۔

تصانیف:

آپ نے کئی کتب تصنیف فرمائیں۔ چند ایک یہ ہیں:

1: فَتْحُ الرَّحْمٰنِ فِی تَرْجَمَةِ الْقُرْاٰنِ (سلیس فارسی ترجمہ قرآن)

2: اَلْفَوْزُ الْکَبِیْرُ فِی أُصُوْلِ التَّفْسِیْرِ

3: اَلْمُسَوّٰی فِی الْمُؤَطَّا (عربی)

4: مُصَفّٰی فِی حَدِیْثِ مُؤَطَّا (فارسی)

5: شَرْحُ تَرَاجِمِ أَبْوَابِ الْبُخَارِیِّ

6: حُجَّةُ اللهِ الْبَالِغَةُ

7: اَلْإِنْصَافُ فِی بَیَانِ سَبَبِ الْاِخْتِلَافِ

8: اَلْعَقِیْدَةُ الْحَسَنَةُ

9: عِقْدُ الْجِیْدِ فِی بَیَانِ أَحْکَامِ الْاِجْتِهَادِ وَالتَّقْلِیْدِ

10: أَلْطَافُ الْقُدُسِ فِی لَطَائِفِ مَعْرِفَةِ النَّفْسِ

11: إِزَالَةُ الْخَفَاءِ عَنْ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ

12: اَلتَّفْهِیْمَاتُ الْإِلٰهِیَّةُ

وفات:

آپ کی وفات سن 1176ھ میں دہلی (ہندوستان) میں ہوئی۔

نوٹ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات میری کتاب "شرح عقیدہ حسنہ" میں ملاحظہ فرمائیں۔

العقیدۃ الحسنۃ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ وَاٰلِہٖ وَأَصۡحَابِہٖ أَجۡمَعِیۡنَ أَمَّا بَعۡدُ!

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور درود و سلام ہو ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو خاتم النبیین ہیں اور آپ کی تمام آل اور اصحاب پر۔ امابعد!

فَیَقُوۡلُ الۡفَقِیۡرُ الۡمُفۡتَقِرُ إِلٰی رَحۡمَۃِ اللّٰہِ الۡکَرِیۡمِ أَحۡمَدُ الۡمَدۡعُوُّ بِوَلِیِّ اللّٰہِ بۡنِ عَبۡدِ الرَّحِیۡمِ أَحۡسَنَ اللّٰہُ تَعَالٰی إِلَیۡہِمَا أُشۡہِدُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَمَنۡ حَضَرَ مِنَ الۡمَلَائِکَۃِ وَالۡجِنِّ وَالۡإِنۡسِ: أَنِّیۡ أَعۡتَقِدُ مِنۡ صَمِیۡمِ قَلۡبِیۡ.

ترجمہ: یہ بندۂ فقیر، اپنے ربِ کریم کی رحمت کا محتاج، احمد المعروف ولی اللہ بن عبد الرحیم - اللہ تعالیٰ ان دونوں باپ بیٹے کے ساتھ احسان کا معاملہ فرمائے - عرض کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو اور ان فرشتوں، جنات اور انسانوں کو جو (اس کتاب کو لکھتے وقت میرے پاس) موجود ہیں گواہ بناتے ہوئے خلوصِ دل سے یہ اعتقاد رکھتا ہوں۔

وجودِ باری تعالیٰ

[1] أَنَّ لِلۡعَالَمِ صَانِعًا قَدِیۡمًا.

ترجمہ: اس عالَم کا ایک صانع (بنانے والا) ہے جو قدیم ہے۔

ازلیت وابدیت باری تعالیٰ

[2] لَمۡ یَزَلۡ وَلَا یَزَالُ.

ترجمہ: ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اِثبات واجب الوجود

[3] وَاجِبًا وُجُوْدُهٗ ، مُمْتَنِعًا عَدَمُهٗ.

ترجمہ: اس کا وجود؛ واجب اور عدم؛ محال ہے۔

عظمتِ باری تعالیٰ

[4] وَهُوَ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ.

ترجمہ: وہ بڑا اور بلند تر ہے۔

صفاتِ کمال کا بیان

[5] مُتَّصِفًا بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مُنَزَّهًا مِنْ جَمِيْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ وَهُوَ خَالِقٌ لِجَمِيْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ ، عَالِمٌ بِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ ، قَادِرٌ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُمْكِنَاتِ ، مُرِيْدٌ لِجَمِيْعِ الْكَائِنَاتِ ، حَيٌّ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ.

ترجمہ: وہ تمام صفاتِ کمال کے ساتھ موصوف ہے، نقص وزوال کی تمام علامات سے پاک ہے، تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے، تمام باتوں کو جاننے والا ہے، تمام ممکنات (یعنی ممکن الوجود مخلوقات) پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے، ساری کائنات میں اس کا ارادہ کار فرما ہے، وہ زندہ ہے، سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

مشابہ، مخالف اور شریک سے پاک

[6] لَا شِبْهَ لَهٗ وَلَا ضِدَّ لَهٗ وَلَا نِدَّ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ.

ترجمہ: کوئی اس کا مشابہ ہے نہ مخالف (و مدِ مقابل)، کوئی اس کا شریک ہے نہ مماثل۔

توحید کی اقسام

[7] وَلَا شَرِيْكَ لَهٗ فِي وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ، وَلَا فِي اسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ، وَلَا فِي الْخَلْقِ وَالتَّدْبِيْرِ فَلَا

يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ أَيْ أَقْصٰى غَايَةِ التَّعْظِيْمِ إِلَّا هُوَ وَلَا يَشْفِيْ مَرِيْضًا وَلَا يَرْزُقُ رِزْقًا وَلَا يَكْشِفُ ضَرًّا إِلَّا هُوَ بِمَعْنٰى أَنْ يَقُوْلَ لِشَيْءٍ "كُنْ" فَيَكُوْنُ لَا بِمَعْنَى التَّسَبُّبِ الْعَادِيِّ الظَّاهِرِيِّ كَمَا يُقَالُ: شَفَى الطَّبِيْبُ الْمَرِيْضَ وَرَزَقَ الْأَمِيْرُ الْجُنْدَ. فَهٰذَا غَيْرُهٗ، وَإِنِ اشْتَبَهَ فِي اللَّفْظِ.

ترجمہ: واجب الوجود ہونے میں کوئی اس کا شریک ہے نہ استحقاقِ عبادت میں، نہ ہی (مخلوقات کو) پیدا کرنے اور (مخلوقات کی) تدبیر (وانتظام) میں۔ اس کی ذات کے سوا کوئی بھی عبادت یعنی حد درجہ تعظیم کے لائق نہیں ہے۔ اس کے سوا کوئی مریض کو شفا دیتا ہے، نہ رزق عطا کرتا ہے، نہ ہی تکلیف کو دور کرتا ہے۔ ان (جیسے افعالِ باری تعالیٰ کے صدور) کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی چیز کو فرماتا ہے: ''ہو جا!'' تو وہ چیز وقوع پذیر ہو جاتی ہے۔ ان چیزوں کا وقوع ایسے نہیں ہوتا جس طرح عرف وعادت اور سببِ ظاہری کے تحت کوئی چیز وقوع پذیر ہوتی ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ ''طبیب نے مریض کو شفا دی'' اور ''امیر نے لشکر کو کھانا دیا''۔ تو یہ الگ چیز ہے اور وہ الگ چیز، اگرچہ دونوں کے الفاظ ایک جیسے ہیں۔

مددگار سے پاک

[8] وَلَا ظَهِيْرَ لَهٗ.

ترجمہ: کوئی اس کا مددگار نہیں۔

حُلول واتحاد سے مبرّا

[9] وَلَا يَحِلُّ فِيْ غَيْرِهٖ وَلَا يَتَّحِدُ بِغَيْرِهٖ.

ترجمہ: وہ کسی دوسری چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی کسی اور چیز سے متحد ہوتا ہے۔

حُدوث وتجدُّد کی نفی کا بیان

[10] لَا يَقُوْمُ بِذَاتِهٖ حَادِثٌ فَلَيْسَ فِيْ ذَاتِهٖ وَلَا فِيْ صِفَاتِهٖ حُدُوْثٌ وَإِنَّمَا الْحُدُوْثُ فِيْ تَعَلُّقِ الصِّفَاتِ بِمُتَعَلَّقَاتِهَا حَتّٰى يَظْهَرَ الْأَفْعَالُ وَحَقِيْقَتُهٗ أَنَّ التَّعَلُّقَ لَيْسَ أَيْضًا بِحَادِثٍ وَلٰكِنَّ الْحَادِثَ هُوَ الْمُتَعَلَّقُ فَيَظْهَرُ أَحْكَامُ التَّعَلُّقِ مُتَفَاوِتَةً لِتَفَاوُتِ الْمُتَعَلَّقَاتِ وَهُوَ بَرِيْءٌ عَنِ الْحُدُوْثِ وَالتَّجَدُّدِ مِنْ جَمِيْعِ

الْوُجُوْهِ.

ترجمہ: کوئی حادث (زوال پذیر) چیز اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کوئی چیز ایسی نہیں جو پہلے نہ تھی اور بعد میں پیدا ہوئی ہو۔ البتہ ان صفات کا تعلق جب اپنے متعلقات سے ہوتا ہے تو اس تعلق میں حدوث ہوتا ہے تاکہ افعال ظاہر ہو سکیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ تعلق بھی حادث نہیں بلکہ حادث تو وہ چیز ہے جس کے ساتھ صفات کا تعلق ہوا ہے۔ چونکہ متعلقات (اشیائے عالم) باہم مختلف ہوتے ہیں اس لیے اس تعلق کے احکام بھی مختلف ہوتے ہیں وگرنہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر لحاظ سے حدوث اور تجدد سے پاک ہے۔

تقدیسِ باری تعالیٰ

[11] لَيْسَ بِجَوْهَرٍ وَلَا عَرْضٍ وَلَا جِسْمٍ وَلَا فِيْ حَيِّزٍ وَجِهَةٍ ، لَا يُشَارُ إِلَيْهِ بِهٰهُنَا وَهُنَالِكَ وَلَا يَصِحُّ عَلَيْهِ الْحَرَكَةُ وَالِانْتِقَالُ وَالتَّبَدُّلُ فِي ذَاتِهٖ ، وَلَا فِيْ صِفَاتِهٖ ، وَلَا الْجَهْلُ وَلَا الْكَذِبُ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جوہر ہے، نہ عرض ہے، نہ ہی جسم ہے، وہ کسی مکان میں بھی نہیں اور نہ کسی جہت میں ہے، نہ اس کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ "یہاں" ہے یا "وہاں" ہے، نہ وہ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے حرکت کرتا ہے، نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے، نہ ہی کسی قسم کی تبدیلی کو قبول کرتا ہے، اور جہل اور جھوٹ کا صدور بھی اس سے محال ہے۔

استواء علی العرش کا معنی

[12] وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ وَلٰكِنْ لَا بِمَعْنَى التَّحَيُّزِ وَلَا الْجِهَةِ بَلْ لَا يَعْلَمُ كُنْهَ هٰذَا التَّفَوُّقِ وَالِاسْتِوَاءِ إِلَّا هُوَ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِمَّنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مِنْ لَدُنْهُ عِلْمًا.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ عرش پر (مستوی) ہے جیسا کہ اس نے اپنے بارے میں خود بیان فرمایا ہے لیکن اس کا عرش پر ہونا کسی مکان اور جہت میں ہونے کے معنی میں نہیں بلکہ اس فوقیت اور استواء کی حقیقت صرف وہی جانتا ہے یا وہ پختہ کار اہلِ علم جانتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب سے خصوصی علم عطا فرمایا ہے۔

رؤیتِ باری تعالیٰ

[13] وَهُوَ مَرْئِيٌّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِوَجْهَيْنِ:

أَحَدُهُمَا: أَنْ يَّنْكَشِفَ عَلَيْهِمُ انْكِشَافًا بَلِيْغًا أَكْثَرَ مِنَ التَّصْدِيْقِ بِهِ عَقْلًا فَكَاَنَّهُ الرُّؤْيَةُ بِالْبَصَرِ إِلَّا أَنَّهُ مِنْ غَيْرِ مُحَاذَاةٍ وَمُقَابَلَةٍ وَجِهَةٍ وَلَوْنٍ وَشَكْلٍ وَهٰذَا الْوَجْهُ قَالَ بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ وَغَيْرُهُمْ وَهُوَ حَقٌّ وَإِنَّمَا خَطَأُهُمْ فِيْ تَأْوِيْلِ الرُّؤْيَةِ بِهٰذَا الْمَعْنٰى أَوْ حَصْرِهِمُ الرُّؤْيَةَ فِيْ هٰذَا الْمَعْنٰى.

ثَانِيْهِمَا: أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُمْ بِصُوَرٍ كَثِيْرَةٍ كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِي السُّنَّةِ فَيَرَوْنَهُ بِأَبْصَارِهِمْ بِالشَّكْلِ وَاللَّوْنِ وَالْمُوَاجَهَةِ كَمَا يَقَعُ فِي الْمَنَامِ كَمَا أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ قَالَ: "رَأَيْتُ رَبِّيْ فِيْ أَحْسَنِ صُوْرَةٍ." [1] فَيَرَوْنَ هُنَاكَ عَيَانًا كَمَا يَرَوْنَ فِي الدُّنْيَا مَنَامًا.

وَهٰذَانِ الْوَجْهَانِ نَفْهَمُهُمَا وَنَعْتَقِدُهُمَا وَإِنْ كَانَ اللهُ تَعَالٰى وَرَسُوْلُهُ أَرَادَ بِالرُّؤْيَةِ غَيْرَهُمَا فَحَقٌّ اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ وَإِنْ لَمْ نَعْلَمْ بِعَيْنِهٖ ذٰلِكَ.

ترجمہ: قیامت کے دن مومنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہو گا جس کی دو صورتیں متصور ہو سکتی ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین پر اس طرح کامل طور پر منکشف ہو جو عقلی طور پر تصدیق کرنے سے (مرتبہ میں) زیادہ ہو گویا کہ آنکھیں اس کا (ظاہری طور پر) نظارہ کر رہی ہیں لیکن یہ رؤیت؛ آمنے سامنے، مقابل، جہت، رنگ اور شکل کے بغیر ہو گی۔ رؤیت کی اس صورت (اور تشریح) کے معتزلہ وغیرہ قائل ہیں۔ یہ بات اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن معتزلہ کی غلطی یہ ہے کہ انہوں نے رؤیت کا یہی معنی کیا ہے یا رؤیت کو اسی معنی میں منحصر سمجھا ہے (اس طرح یہ لوگ رؤیت بالابصار کا انکار کرتے ہیں)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے بہت سی صورتوں میں ظاہر ہو گا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ چنانچہ اہلِ ایمان؛ اللہ تعالیٰ کو مختلف شکلوں اور رنگوں میں آمنے سامنے ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے جس طرح خواب میں کسی کی زیارت ہوتی ہے۔ جیسا کہ اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمایا کہ

---

(1): سنن الدارمی: ج2 ص170 رقم الحدیث 2149

"میں نے اپنے پروردگار کو سب سے بہترین صورت میں دیکھا ہے۔" الغرض اہلِ ایمان بھی آخرت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار اپنی ظاہری آنکھوں سے کریں گے جس طرح خواب میں کسی کو دیکھتے ہیں۔

(خلاصہ یہ کہ) رؤیت کی یہ دو صورتیں ہیں جو ہمیں سمجھ میں آتی ہیں اور ہم انہی کا اعتقاد رکھتے ہیں لیکن (اس کے ساتھ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ) اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک رؤیت کا کوئی اور معنی ہو تو (ہمارے ہاں بھی) وہی معنی بر حق (اور درست) ہو گا، ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس مراد پر ایمان رکھتے ہیں اگرچہ ہم اس کی حقیقت کو کماحقہ نہ بھی سمجھ پائیں۔

مشیت، ارادہ اور رضائے الٰہی

[14] مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں ہو گا۔

[15] فَالْكُفْرُ وَالْمَعَاصِيْ بِخَلْقِهٖ وَإِرَادَتِهٖ لَا بِرِضَاهُ.

ترجمہ: کفر اور دیگر معاصی اسی کی تخلیق اور اسی کے ارادے سے معرضِ وجود میں آتے ہیں لیکن وہ ان پر راضی نہیں ہے۔

باری تعالیٰ کی شانِ بے نیازی

[16] وَغَنِيٌّ لَا يَحْتَاجُ إِلٰى شَيْءٍ فِيْ ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ.

ترجمہ: وہ ایسا غنی و بے نیاز ہے کہ اپنی ذات اور صفات میں کسی چیز کا محتاج نہیں۔

[17] وَلَا حَاكِمَ عَلَيْهِ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ بِإِيْجَابِ غَيْرِهٖ. نَعَمْ! قَدْ يَعِدُ شَيْئًا فَيَفِيْ بِالْوَعْدِ كَمَا وَرَدَ "فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ." (2)

ترجمہ: اس پر کسی اور کی حاکمیت نہیں چلتی اور نہ ہی کسی اور کے لازم کر دینے سے اس پر کوئی چیز لازم ہوتی ہے۔

---

(2): سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2494

ہاں البتہ کبھی کبھی وہ کسی چیز کے کرنے کا وعدہ کرتا ہے تو اسے ضرور پورا کرتا ہے جیسا کہ حدیث میں "فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللهِ" (کہ اللہ تعالیٰ جو وعدہ کرتا ہے وہ وعدہ اس کی ضمانت میں آجاتا ہے) کے الفاظ آئے ہیں۔

افعالِ خداوندی کا حکمت و مصلحت پر مبنی ہونا

[18] وَجَمِيْعُ أَفْعَالِهٖ يَتَضَمَّنُ الْحِكْمَةَ وَالْمَصْلِحَةَ الْكُلِّيَّةَ عَلٰى مَا يَعْلَمُ وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ اللُّطْفُ الْجُزْئِيُّ الْخَاصُّ أَوِ الْأَصْلَحُ الْخَاصُّ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے تمام افعال حکمت اور کامل مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں جیسا کہ وہ خود بہتر جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ پر کسی خاص شخص کے ساتھ لطف واحسان کا معاملہ کرنا یا اس کو کوئی خاص نفع پہنچانا واجب نہیں۔

[19] لَا قَبِيْحَ مِنْهُ وَلَا يُنْسَبُ فِيْ مَا يَفْعَلُ أَوْ يَحْكُمُ إِلٰى جَوْرٍ وَظُلْمٍ.

ترجمہ: اس سے کوئی قبیح چیز (بری بات) سرزد نہیں ہوتی۔ اس کے کسی فعل یا حکم کو ظلم وزیادتی نہیں کہا جاسکتا۔

[20] يُرَاعِي الْحِكْمَةَ فِيْ مَا خَلَقَ وَأَمَرَ. لَا أَنَّهٗ يَسْتَكْمِلُ نَفْسَهٗ وَصِفَاتِهٖ بِشَيْءٍ وَأَنْ يَكُوْنَ لَهٗ حَاجَةٌ وَغَرَضٌ فَإِنَّ ذٰلِكَ ضُعْفٌ وَقُبْحٌ.

ترجمہ: اس نے جو کچھ پیدا کیا ہے یا جس چیز کا حکم دیا ہے اس میں حکمت کی رعایت ضرور فرمائی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس (تخلیق سے یا حکم دینے) سے وہ اپنی ذات یا صفات کی تکمیل کرتا ہے اور نہ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس میں اس کی اپنی کوئی ضرورت اور غرض ہے کیونکہ یہ چیزیں کمزوری اور نقصان کی علامات ہیں (جن سے اللہ تعالیٰ پاک ہے)۔

اشیاء کا حسن وقبح شرعی ہے، عقلی نہیں

[21] لَا حَاكِمَ سِوَاهُ فَلَيْسَ لِلْعَقْلِ حُكْمٌ فِيْ حُسْنِ الْأَشْيَاءِ وَقُبْحِهَا وَكَوْنِ الْفِعْلِ سَبَبًا لِلثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَإِنَّمَا حُسْنُ الْأَشْيَاءِ وَقُبْحُهَا بِقَضَاءِ اللهِ تَعَالٰى وَحُكْمِهٖ وَتَكْلِيْفِهٖ لِلنَّاسِ. فَمِنْهَا مَا يُدْرِكُ الْعَقْلُ وَجْهَهٗ وَمَصْلِحَتَهٗ وَمُنَاسَبَتَهٗ لِلثَّوَابِ وَالْعِقَابِ وَمِنْهَا مَا لَا يُدْرِكُهٗ إِلَّا بِإِخْبَارِ الرُّسُلِ عَنِ اللهِ تَعَالٰى.

ترجمہ: اس کے سوا کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں، اس لیے کسی چیز کے حسن و قبح (کہ یہ چیز اچھی ہے یا بری) اور کسی کام کے باعثِ ثواب و باعثِ عذاب ہونے کا فیصلہ عقل نہیں کر سکتی (جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں کہ اشیاء کے حسن و قبح کا فیصلہ عقل کر سکتی ہے) بلکہ اشیاء کا حسن و قبح؛ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کرنے پر، حکم دینے پر اور بندوں کو اس کا مکلف بنانے پر موقوف ہے۔ البتہ بعض امور ایسے ہیں کہ عقلِ انسانی ان کی حکمت اور مصلحت کا ادراک کر سکتی ہے اور انہیں موجبِ ثواب یا موجبِ عذاب ٹھہرا سکتی ہے اور بعض امور ایسے بھی ہیں کہ عقلِ انسانی ان (کے حسن و قبح) کا ادراک کرنے سے قاصر ہے جب تک کہ حضرات رسل علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی جانب سے (ان امور کا حسن و قبح) نہ بتادیں۔

ہر صفت کا بذاتہ ایک اور باعتبار متعلَّق غیر متناہی ہونا

[22] وَكُلُّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهٖ وَاحِدَةٌ بِالذَّاتِ غَيْرُ مُتَنَاهِيَةٍ بِحَسَبِ التَّعَلُّقِ وَالتَّجَدُّدُ إِنَّمَا هُوَ فِي الْمُتَعَلَّقِ بِالْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی ہر صفت باعتبار ذات (اور حقیقت) کے ایک ہوتی ہے البتہ (اپنے متعلَّقات؛ مخلوق کے ساتھ) تعلق کے اعتبار سے غیر متناہی ہوتی ہے۔ جہاں تک تجدد (وحدوث) کی بات ہے تو یہ بھی مذکورہ وضاحت کے مطابق (کہ نفسِ صفت میں نہیں ہوتا بلکہ) اس چیز (ممکن وحادث) میں ہوتا ہے جس کے ساتھ اس صفت کا تعلق ہوتا ہے۔

ملائکہ اور ان کی ذمہ داریاں

[23] وَلِلّٰهِ تَعَالٰى مَلَائِكَةٌ عَلَوِيُّوْنَ مُقَرَّبُوْنَ وَمَلَائِكَةٌ مُوَكَّلُوْنَ عَلٰى كِتَابَةِ الْأَعْمَالِ وَحِفْظِ الْعَبْدِ عَنِ الْمَهَالِكِ وَالدَّعْوَةِ إِلَى الْخَيْرِ وَيَلُمُّوْنَ بِالْعَبْدِ لَمَّةَ الْخَيْرِ. لِكُلٍّ وَاحِدٍ مَقَامٌ مَعْلُوْمٌ ﴿لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ﴾ (3).

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو عالَمِ بالا میں رہتے ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں مقرب ہیں اور بعض ایسے

(3): سورۃ التحریم:6

ہیں جو اعمال لکھنے، انسانوں کو خطرات سے بچانے، لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دینے اور لوگوں کے دلوں میں اچھے خیالات ڈالنے (اور دیگر کام کرنے) پر مامور ہیں۔ ہر فرشتے کا ایک خاص مقام و منصب مقرر ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے): ”وہ (فرشتے) اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ انہیں جو حکم دیا جائے اسے بجالاتے ہیں۔“

شیاطین اور ان کی وسوسہ انگیزی

[24] وَمِنْ خَلْقِ اللّٰهِ الشَّيَاطِيْنُ لَهُمْ لَمَّةُ شَرٍّ بِابْنِ اٰدَمَ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیاطین بھی ہیں جو انسانوں (کے دلوں میں) میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں۔

قرآن مجید؛ وحیِ الٰہی

[25] وَالْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ أَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. ﴿وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ﴾ [4] فَهٰذَا حَقِيْقَةُ الْوَحْيِ.

ترجمہ: قرآن؛ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے۔ (ارشاد باری تعالیٰ ہے) ”کسی بشر میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اللہ اس سے (آمنے سامنے ہو کر) بات کرے، اس کی بات یا تو وحی (یعنی دل میں القاء کرنے) کے طور پر ہوتی ہے یا پردے کے پیچھے سے یا وہ کوئی پیغام رساں (فرشتے) کو بھیجتا ہے اور وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کا پیغام پہنچا دیتا ہے“۔ یہی وحی کی حقیقت ہے۔

اسمائے باری تعالیٰ

[26] وَلَا يَجُوْزُ الْإِلْحَادُ فِيْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ فَيَتَوَقَّفُ الْإِطْلَاقُ عَلَى الشَّرْعِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات میں الحاد (تغیر و تبدل کرنا) جائز نہیں ہے۔ لہذا کسی نام یا صفت کے اطلاق کا دار و مدار شریعت پر موقوف ہے۔

---

(4): سورۃ الشوریٰ: 51

روزِ قیامت معادِ جسمانی کا وقوع

[27] وَالْمَعَادُ الْجِسْمَانِيُّ حَقٌّ يُحْشَرُ الْأَجْسَادُ وَيُعَادُ فِيهَا الْأَرْوَاحُ وَتَكُوْنُ الْأَبْدَانُ تِلْكَ الَّتِيْ كَانَتْ شَرْعًا وَعُرْفًا وَإِنْ طَالَتْ أَوْ قَصُرَتْ كَمَا وَرَدَ أَنَّ ضِرْسَ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ [5]، أَوْ كَانَتْ أَلْطَفَ مِنْهَا كَمَا وَرَدَ فِيْ صِفَةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ [6] وَذٰلِكَ أَنَّ الصَّبِيَّ هُوَ الَّذِيْ يَشِبُّ وَيَشِيْبُ وَإِنْ تَبَدَّلَتِ الْأَجْزَاءُ فِيْهِ أَلْفَ مَرَّةٍ.

ترجمہ: (قیامت کے دن) جسموں کا (قبروں سے) اٹھنا برحق ہے جس کی صورت یہ ہو گی کہ جسموں کو جمع کیا جائے گا اور ان میں روحوں کو دوبارہ ڈالا جائے گا۔ یہ بدن وہی ہوں گے جو پہلے (دنیا میں) ہوا کرتے تھے۔ شرعاً بھی ایسی بات ہے اور عرف کا بھی یہی تقاضا ہے چاہے ان کو طویل یا کوتاہ کر دیا جائے (لیکن ہوں گے یہ دنیا والے بدن ہی) جیسا کہ حدیث مبارک میں آیا ہے کہ کافر کی ڈاڑھ اُحد پہاڑ کے برابر کر دی جائے گی۔ اسی طرح اگرچہ یہ ابدان لطیف وخوبصورت ہو جائیں (لیکن ہوں گے یہ دنیا والے بدن ہی) جیسا کہ جنتیوں کے بارے میں ایسی ہی بات مروی ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بچہ جوان ہو جائے، پھر وہ بوڑھا ہو جائے تو وہ وہی رہتا ہے اگرچہ اس کے اجزاء ہزار بار ہی کیوں نہ بدلتے رہے ہوں۔

[28] وَالْمُجَازَاتُ وَالْمُحَاسَبَاتُ وَالصِّرَاطُ وَالْمِيْزَانُ حَقٌّ.

ترجمہ: جزاء وسزا، حساب کتاب، پل صراط اور ترازو کا قائم ہونا سب برحق ہیں۔

جنت و جہنم کی تخلیق

[29] وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَهُمَا مَخْلُوْقَتَانِ الْيَوْمَ وَلَمْ يُصَرِّحْ نَصٌّ بِتَعْيِيْنِ مَكَانِهِمَا بَلْ هُمَا حَيْثُ شَاءَ اللهُ إِذْ لَا إِحَاطَةَ لَنَا بِخَلْقِ اللهِ وَعَوَالِمِهٖ.

---

(5): سنن الترمذی: رقم الحدیث 2578

(6): صحیح البخاری: رقم الحدیث 3245

ترجمہ: جنت اور جہنم برحق ہیں، یہ دونوں پیدا ہو چکی ہیں اور آج بھی موجود ہیں البتہ کسی نص نے ان کی جگہ کی متعینہ طور پر صراحت نہیں کی (کہ یہ کہاں ہیں؟) بلکہ یہ دونوں اسی جگہ ہیں جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوقات اور جہانوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

مرتکبِ کبیرہ کا حکم

[30] وَلَا يَخْلُدُ الْمُسْلِمُ صَاحِبُ الْكَبِيْرَةِ فِي النَّارِ وَهِيَ الَّتِيْ قَالَ اللهُ تَعَالٰى: ﴿اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ﴾ (7) يَعْنِي بِالصَّلٰوةِ وَالْكَفَّارَاتِ.

ترجمہ: کبیرہ گناہوں کا مرتکب مسلمان ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں نہیں رہے گا۔ اسی مضمون کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے: ”اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو جن سے تمہیں روکا گیا ہے تو ہم تمہاری دیگر برائیوں کو معاف کر دیں گے۔“ یعنی ان دیگر گناہوں کی بخشش نماز اور دیگر کفارات (توبہ، استغفار، صدقہ وغیرہ) کی برکت سے (ہو جائے گی)

کبیرہ گناہوں کی معافی کی صورتیں

[31] وَالْعَفْوُ عَنِ الْكَبَائِرِ جَائِزٌ غَيْرَ أَنَّ أَفْعَالَ اللهِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَلٰى وَجْهَيْنِ: مُوَافِقَةٌ لِسُنَّةِ اللهِ تَعَالٰى وَكَائِنَةٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْخَرْقِ. وَعَفْوُ الْكَبَائِرِ عَمَّنْ مَاتَ بِلَا تَوْبَةٍ جَائِزٌ مِنْ بَابِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ وَكَذٰلِكَ الْعَفْوُ عَنْ حُقُوْقِ النَّاسِ جَائِزٌ بِطَرِيْقِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ ، وَهٰذَا وَجْهُ التَّطْبِيْقِ بَيْنَ النُّصُوْصِ الْمُتَعَارِضَةِ بَادِيَ الرَّأْيِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کبیرہ گناہوں کو معاف فرمادے تو یہ بھی عین ممکن ہے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ افعالِ باری تعالیٰ دنیا و آخرت میں دو قسم کے ہیں:

☼ ایک جو اللہ تعالیٰ کے عام قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔

---

(7): سورۃ النساء:31

☼ دوسرے جو خرقِ عادت (یعنی عام قانونِ الٰہی سے ہٹ کر) واقع ہوتے ہیں۔

ایسے مرتکب کبیرہ کو معاف کرنا جو بغیر توبہ کے دنیا سے رخصت ہو گیا ہو یہ بطور خرقِ عادت ممکن ہے۔ اسی طرح حقوق الناس کو معاف فرما دینا بھی بطور خرقِ عادت ممکن ہے۔ اس توجیہ کے مطابق ان تمام نصوص میں تطبیق ہو جاتی ہے جو بظاہر باہم متعارض نظر آتی ہیں۔

شفاعت کا بیان

[32] وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ لِمَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَشَفَاعَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ أُمَّتِهٖ حَقٌّ وَهُوَ مُشَفَّعٌ وَحَيْثُ وَقَعَ نَفْيُ الشَّفَاعَةِ فَالْمُرَادُ مِنْهَا الشَّفَاعَةُ الَّتِيْ تَكُوْنُ بِغَيْرِ إِذْنِ اللهِ تَعَالٰى وَرِضَائِهٖ.

ترجمہ: جن لوگوں کو رب رحمٰن اجازت دیں گے ان کا شفاعت کرنا برحق ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے کبیرہ گناہ والے لوگوں کی شفاعت کرنا بھی برحق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ جہاں شفاعت کی نفی کا ذکر منقول ہے تو اس سے مراد وہ شفاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رضامندی کے بغیر ہو۔

ثواب وعذابِ قبر اور سوالاتِ منکر و نکیر

[33] وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْفَاسِقِ وَتَنْعِيْمُهٗ لِلْمُؤْمِنِ حَقٌّ وَسُؤَالُ الْمُنْكَرِ وَالنَّكِيْرِ حَقٌّ.

ترجمہ: گناہ گار کو قبر میں عذاب ہونا اور (نیک) مسلمان کا نعمتیں پانا دونوں برحق ہیں، اور منکر اور نکیر کا (میت سے) سوال کرنا بھی برحق ہے۔

بعثتِ رسل علیہم السلام اور ان کے امتیازات

[34] وَبِعْثَةُ الرُّسُلِ إِلَى الْخَلْقِ حَقٌّ وَتَكْلِيْفُ اللهِ عِبَادَهٗ بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ عَلٰى أَلْسِنَةِ الرُّسُلِ حَقٌّ وَهُمْ مُتَمَيِّزُوْنَ بِأُمُوْرٍ لَا تُوْجَدُ فِيْ غَيْرِهِمْ عَلٰى سَبِيْلِ الِاجْتِمَاعِ تَدُلُّ عَلٰى كَوْنِهِمْ أَنْبِيَاءَ، مِنْهَا خَرْقُ الْعَوَائِدِ لَهُمْ، وَمِنْهَا سَلَامَةُ فِطْرَتِهِمْ وَكَمَالُ أَخْلَاقِهِمْ وَغَيْرُ ذٰلِكَ.

ترجمہ: رسولوں کا مخلوق کی طرف بھیجا جانا برحق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو حضرات رُسل علیہم السلام کی زبانی نیک کاموں کا حکم دے کر اور برے کاموں سے منع فرما کر مکلّف بنانا برحق ہے۔ حضرات انبیاء علیہم السلام چند ایسے امور کی وجہ سے ممتاز ہوتے ہیں جو دوسرے لوگوں میں یکجا نہیں پائے جاتے۔ یہی امور ان کے انبیاء (علیہم السلام) ہونے کی دلیل ہوا کرتے ہیں۔ ان امور میں خوارقِ عادت (یعنی معجزات) کا ظاہر ہونا، ان کا سلیم الفطرت ہونا، اخلاق میں کامل ہونا وغیرہ شامل ہیں۔

عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا بیان

[35] وَالْأَنْبِيَاءُ مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ وَتَعَمُّدِ الْكَبَائِرِ وَالْإِصْرَارِ عَلَي الصَّغَائِرِ يَعْصِمُهُمُ اللهُ عَنْهَا بِوُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ.

أَحَدُهُمَا: أَنْ يَخْلُقَهُمْ فِيْ سَلَامَةِ الْفِطْرَةِ وَكَمَالِ اعْتِدَالِ الْأَخْلَاقِ فَلَا يَرْغَبُوْنَ فِي الْمَعَاصِيْ بَلْ يَكُوْنُوْنَ مُتَنَفِّرِيْنَ عَنْهَا.

وَثَانِيْهَا: أَنْ يُوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنَّ الْمَعَاصِيَ يُعَاقَبُ عَلَيْهَا، وَالطَّاعَاتِ يُثَابُ عَلَيْهَا، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ رَادِعًا عَنِ الْمَعَاصِيْ.

وَالثَّالِثُ: أَنْ يَّحُوْلَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمَعَاصِيْ بِإِحْدَاثِ لَطِيْفَةٍ غَيْبِيَّةٍ كَظُهُوْرِ صُوْرَةِ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَاضًّا عَلٰى إِصْبَعِهٖ فِيْ قِصَّةِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.(8)

ترجمہ: تمام انبیاء علیہم السلام کفر، جان بوجھ کر گناہ کبیرہ کرنے اور گناہِ صغیرہ پر اِصرار کرنے سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تین طریقوں سے ان کی حفاظت فرماتا ہے:

پہلا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو فطرتِ سلیمہ پر پیدا فرماتا ہے اور ان کے اخلاق میں کمال درجہ کا اعتدال ودیعت فرماتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انہیں گناہوں کی طرف بالکل بھی رغبت نہیں ہوتی بلکہ وہ

---

(8): روح المعانی للعلامۃ محمود الآلوسی البغدادی: ج12 ص215، تفسیر سورۃ یوسف: تحت قولہ تعالیٰ ﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْ لَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾

گناہوں سے دور ہی رہتے ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان کی طرف یہ وحی بھیجی جاتی ہے کہ گناہ کرنے پر عذاب ہو گا اور نیکی کرنے پر اچھا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ چیز بھی انہیں گناہوں سے بچاتی ہے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ خود باری تعالیٰ لطیفہ غیبی کو ظاہر فرما کر حضرات انبیاء علیہم السلام اور معاصی کے درمیان حائل ہو جاتا ہے۔ (اس لطیفہ غیبی کی مثال) جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کا اپنی انگلی کو دانتوں میں دبائے ہوئے ظاہر ہو جانا۔

ختمِ نبوت اور رسالتِ عامہ

[36] وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهٗ وَدَعْوَتُهٗ عَامَّةٌ لِجَمِيْعِ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ وَهُوَ أَفْضَلُ الْأَنْبِيَاءِ بِهٰذِهِ الْخَاصَّةِ وَبِخَوَاصَّ أُخْرٰى نَحْوَ هٰذِهٖ.

ترجمہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت تمام انسانوں اور جنات کے لیے عام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خصوصیت اور اس جیسی دیگر خصوصیات کی وجہ سے تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔

کراماتِ اولیاء اللہ

[37] وَكَرَامَاتُ الْأَوْلِيَاءِ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْعَارِفُوْنَ بِاللهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهِ الْمُحْسِنُوْنَ فِيْ إِيْمَانِهِمْ حَقٌّ يُكْرِمُ اللهُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَيَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يُّرِيْدُ.

ترجمہ: اولیاء اللہ کی کرامات برحق ہیں۔ اولیاء اللہ وہ کامل مؤمنین ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی معرفت رکھتے ہیں اور ایمان میں مخلص (ومضبوط) ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ان کرامات سے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لیے چن لیتا ہے۔

عشرہ مبشرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنتی ہونے کا بیان

[38] وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالْخَيْرِ لِلْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ. وَفَاطِمَةَ وَخَدِيْجَةَ وَعَائِشَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ أَجْمَعِيْنَ وَنُوَقِّرُهُمْ وَنَعْتَرِفُ بِعَظَمِ مَحَلِّهِمْ فِي الْإِسْلَامِ. وَكَذٰلِكَ أَهْلَ الْبَدْرِ وَأَهْلَ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ.

ترجمہ: ہم حضرات عشرہ مبشرہ، حضرت فاطمہ، حضرت خدیجہ، حضرت عائشہ، حضرت حسن، حضرت حسین (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے جنتی اور اصحابِ خیر ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ ہم ان کی (تعظیم و) توقیر کرتے ہیں اور اسلام میں ان کے عظیم مرتبہ کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسی طرح اصحاب بدر اور اصحابِ بیعت رضوان (رضی اللہ عنہم) کی (تعظیم و) توقیر کرتے اور اسلام میں ان کے عظیم مرتبہ کو تسلیم کرتے ہیں۔

خلافتِ راشدہ کا بیان

[39] وَأَبُوْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقُ إِمَامٌ حَقٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ. ثُمَّ تَمَّتِ الْخِلَافَةُ وَبَعْدَهٗ مُلْكٌ عَضُوْضٌ.

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پھر (انہی چاروں پر) خلافت ختم ہو گئی۔ اس کے بعد سخت گیر بادشاہت کا دور آیا۔

[40] وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ. وَلَا نَعْنِي الْأَفْضَلِيَّةَ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ حَتّٰى تَعُمَّ النَّسَبَ وَالشُّجَاعَةَ وَالْقُوَّةَ وَالْعِلْمَ وَأَمْثَالَهَا، بَلْ هِيَ بِمَعْنٰى عِظَمِ نَفْعِهٖ فِي الْإِسْلَامِ فَأَمِيْرُ الْأُمَّةِ؛ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَوَزِيْرَاهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا بِاعْتِبَارِ الْهِمَّةِ الْبَالِغَةِ فِيْ إِشَاعَةِ الْحَقِّ فَإِنَّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْهَيْنِ، وَجْهٌ يَأْخُذُ عَنِ اللهِ، وَوَجْهٌ يُعْطِي الْخَلْقَ. وَلَهُمَا فِي الْإِعْطَاءِ لِلْخَلْقِ تَأْلِيْفًا لِلنَّاسِ وَجَمْعًا لَهُمْ وَتَدْبِيْرًا لِلْحَرْبِ يَدٌ طُوْلٰى.

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس امت میں سب سے افضل ہیں، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ افضل ہیں لیکن افضلیت سے ہماری مراد یہ نہیں کہ یہ حضرات تمام جہات سے باقی لوگوں سے افضل ہیں یہاں تک کہ نسب، شجاعت، قوت، علم اور اس جیسی دیگر تمام چیزوں میں بھی افضل مانا جائے بلکہ افضل ہونے کا معنی یہ ہے کہ ان سے اسلام کو بہت بڑا نفع پہنچا۔ الحاصل اس امت کے سردار جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اس اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیر ہیں کہ انہوں نے دینِ حق کی اشاعت میں ہمتِ عالی سے کام لیا۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو حیثیتیں ہیں؛ پہلی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے (فیضان) حاصل کرتے ہیں اور دوسری کہ اسے مخلوقِ خدا تک پہنچاتے ہیں۔ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کو (اس دوسری جہت یعنی) مخلوقِ خدا کو (فیضان) پہنچانے میں کمال حاصل تھا جو انہوں نے عوام (کے دلوں) کو جوڑنے، (کلمہ اسلام پر) انہیں اکٹھا کرنے اور عمدہ جنگی تدابیر اختیار کرنے کی صورت میں سرانجام دیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر

[41] وَنَكُفُّ أَلْسِنَتَنَا عَنْ ذِكْرِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، وَهُمْ أَئِمَّتُنَا وَقَادَتُنَا فِي الدِّيْنِ، وَسَبُّهُمْ حَرَامٌ وَتَعْظِيْمُهُمْ وَاجِبٌ.

ترجمہ: ہم جب بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کریں گے تو خیر وبھلائی کے ساتھ ہی کریں گے، اس کے علاوہ ان کے بارے میں خاموش رہیں گے۔ اس لیے کہ وہ دین میں ہمارے مقتدا اور پیشوا ہیں۔ انہیں برا بھلا کہنا حرام اور ان کی تعظیم بجالانا واجب ہے۔

اہلِ قبلہ کی تکفیر کا اصول

[42] وَلَا نُكَفِّرُ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ إِلَّا بِمَا فِيْهِ مِنْ نَفْيِ الصَّانِعِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ أَوْ عِبَادَةِ غَيْرِ اللهِ، أَوْ إِنْكَارِ الْمَعَادِ وَالنَّبِيِّ وَسَائِرِ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ.

ترجمہ: ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے جب تک کہ ان میں کوئی ایسی بات نہ پائی جائے جس سے صانع

قادر و مختار ذات کی نفی لازم آئے یا غیر اللہ کی عبادت کا صدور ہو یا حشر و نشر، نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تمام ضروریاتِ دین کا انکار پایا جائے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم اور شرائط

[43] وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ وَالشَّرْطُ أَنْ لَّا يُؤَدِّي إِلَى الْفِتْنَةِ وَأَنْ يُّظَنَّ قُبُوْلُهُ.

ترجمہ: امر بالمعروف (یعنی اچھے کام کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (یعنی بری باتوں سے روکنا) واجب ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس سے کسی فتنہ و فساد کے برپا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اس بات کا گمان ہو اسے قبول کر لیا جائے گا۔

فَهٰذِهٖ عَقِيْدَتِيْ أَدِيْنُ اللهَ تَعَالٰى بِهَا ظَاهِرًا وَبَاطِنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَاٰخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا.

ترجمہ: یہی میرا عقیدہ ہے۔ اسی پر کاربند رہتے ہوئے میں ظاہراً باطناً اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا ہوں۔ ابتداء اور انتہاء میں، ظاہر اور باطن میں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ